سراج الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ

ملفوظات

(مسلسل)

مولانا نسیم احمد فریدی امروہی

ایک شخص نے دریافت کیا کہ فرض نماز میں امام کو لقمہ دینا درست ہے یا نہیں؟ ارشاد فرمایا کہ ـــــ فقہاء نے اس میں اختلاف کیا ہے صحیح تریہ ہے کہ لقمہ دینا چاہیئے۔ اگر امام نے ایسی غلطی کی ہے جس میں معنیٰ بدل رہے ہیں تو لقمہ دینا فرض ہے ورنہ مستحب۔

ارشاد فرمایا کہ (سورۂ فاتحہ میں) اِھْدِنَا سے پہلے نَسْتَعِیْنُ کا جو نون ہے اس میں وصل کرکے (یعنی اِھْدِنَا سے ملاکر) پڑھنا اچھا نہیں ہے اگرچہ نماز میں کوئی خلل نہیں آتا۔

ارشاد فرمایا کہ کسی بزرگ کے بارے میں ایسا عقیدہ قائم نہ کرنا چاہیئے جو خلاف کتاب و سنت ہو سمجھ کر عقیدت کرنی چاہیئے اور سوچنا چاہیئے کہ اولیاء کے حالات لکھنے والا سوائے کرامت اور خرقِ عادات کے اور باتیں کب لکھتا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ انبیاء معصوم اور اولیاء محفوظ ہیں ـــــ معصوم وہ ہے کہ اس سے باوجود استعدادِ گناہ، گناہ کا سرزد ہونا محال ہو اور محفوظ وہ ہے کہ گناہ اس سے ممکن ہو اگرچہ واقع نہ ہو۔

پہلی صورت مستلزم محال ہے دوسری ممکن غیر واقع۔

ارشاد فرمایا کہ ۱۵ شعبان کی رات (شب برات) کو مغرب کے وقت سے لے کر صبح صادق تک تجلیاتِ الٰہی کا نزول آسمانِ دنیا پر ہوتا ہے اگر ہو سکے تو تمام رات ورنہ اکثر حصۂ شب میں عبادت کرے۔

ارشاد فرمایا کہ فن ریاضی میں مولوی رفیع الدین (دہلوی) سے بہتر (شاید) ہند اور بیرونِ ہند میں کوئی نہ ہوگا۔ اہلِ قصبات کو اس قسم کے فنون سے مناسبت نہیں ہوتی ہاں مولوی عبدالعلی صاحب (بحرالعلوم فرنگی محلیؒ) کو مناسبت و مہارت ہے۔

فرمایا۔ آج کی رات (شب برات میں) سب مؤمنین کی بخشش ہوگی۔ مگر مشرک، کینہ ور، طوائف، زناکار، والدین کا نافرمان، رشتے داری کو منقطع کرنے والا، ناحق قتل کرنے والا اور متکبّر وغیرہ یہ لوگ نہیں بخشے جائیں گے۔

امیر خسروؒ کا یہ شعر پڑھا۔ حضرتِ دہلی کنفِ دین و داد الخ۔ پھر فرمایا۔ کہ جس وقت امیر خسروؒ نے یہ اشعار دہلی کی تعریف میں کہے ہیں اس زمانے میں دہلی ایسی ہی تھی حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاءؒ موجود تھے۔ کہتے ہیں کہ اس وقت جب کوئی شخص غیاث پور (بستی حضرت نظام الدین اولیاء) میں داخل ہوتا تھا تو اس کی حالت دگرگوں ہو جاتی تھی۔

فرمایا۔ کہ سید حسن رسول نماؒ میرے جدِّ امجد (حضرت شاہ عبدالرحیمؒ) کے ہم عصر تھے۔ باہم بہت دوستانہ تھا اور آپس میں ہنسی دل لگی کی باتیں بھی ہوتی تھیں چنانچہ ایک دن جدِّ امجد ان کی ملاقات کو گئے وہ قصداً چارپائی پر چڑھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ تم سمجھے بھی کہ میں چارپائی پر تم سے اونچا ہو کر کیوں بیٹھ گیا، اس لئے بیٹھ گیا کہ تمہارے مُرید مجھ سے ناراض ہو جائیں۔ میرے دادا نے فرمایا کہ میرے مُرید ناراض نہیں ہوں گے اس لئے کہ بلّی وغیرہ کی عادت ہوتی ہے کہ بالائے بام چڑھ جاتی ہے اور گھومتی رہتی ہے۔ وہ اس بات کو سُن کر بہت خوش ہوئے۔

(ایک محفل میں) یہ شعر پڑھے۔

یارسول اللہ نمی گویم کہ مہمانِ تو ام ما فقیرے طعمہ خوارِ ریزۂ خوانِ تو ام

برلب افتادہ زباں، گرگیں سگے ام تشنہ جاں　　آرزومندے نمے از بحرِ احسانِ توام[۱]

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ (بعض) اعمالِ سفلی، قوی التاثیر اور (بعض) اعمالِ علوی ضعیف التاثیر پائے جاتے ہیں اس کا کیا سبب؟ جواب میں ارشاد فرمایا کہ شرعِ شریف میں اعمالِ سفلی سے جو منع کیا گیا ہے وہ اِس بنا پر ہے کہ اُن سے دین کو نقصان پہنچتا ہے۔ اُن کی تاثیر سے انکار نہیں کیا گیا ہے۔ جیسے زہر ہے کہ وہ حرام ہے مگر اس کی تاثیر کی قوت بھی بالکل ظاہر و مُسلّم ہے۔

ایک دن حضرت شاہ صاحب حسبِ دستور چہل قدمی کر رہے تھے (چھوٹے چھوٹے بچّوں نے بھی بڑوں کی دیکھا دیکھی راستے میں حضرت والا سے مصافحہ کیا اس پر) ارشاد فرمایا کہ بچّے بڑوں کو بوقتِ چہل قدمی مصافحہ کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو خود بھی ایسا ہی کرتے ہیں مقلّد اور محقق کا فرق یہی ہے۔ محقق جو کچھ کرتا ہے سمجھ کر کرتا ہے پھر فرمایا کہ (اچھے کام کی) تقلید بھی اچھی ہے بسا اوقات کام آجاتی ہے۔

فرمایا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز شکر بار دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے برادرِ کلاں خیالی تخلص کرتے تھے۔ پھر اُن کے چند خلفاء کے نام بیان فرما کر ان کی ایک مشہور غزل پڑھی جس کا پہلا شعر یہ ہے:-

اے تیرِ غمت را دلِ عُشّاق نشانہ　　خلقے بتو مشغول، تو غائب ز میانہ

تراویح پڑھتے وقت زور کی بارش آگئی۔ مگر امام نے قرأت کم نہیں کی۔ لوگ تربتر ہوگئے اِس کو سُن کر ارشاد فرمایا کہ ایسے وقت میں نماز توڑ کر سائبان یا چھت کے نیچے چلا جانا بہتر ہے۔ خصوصاً بعض بیماروں کا خیال کر کے (جو جماعت میں ہوں گے) نیز ایسے وقت میں کم پڑھنا چاہیئے اور سورۂ کوثر (جیسی سورتوں) پر اکتفا کرنا اچھا ہے۔

---

[۱] آقائے نامدار میں یہ نہیں کہتا کہ میں آپ کے دربار میں مہمان بن کر آیا ہوں بلکہ میں تو آپ کے دسترخوانِ کرم کا ایک ریزہ چیں اور معمولی فقیر ہوں۔ میں ایک ایسا بیمار کُتّا ہوں جس کی زبان پیاس کی وجہ سے ہونٹوں پر آگئی ہے۔ میں آپ کے بحرِ احسان سے تھوڑی سی تری کا آرزومند ہوں ۱۲

فرمایا کہ دو واقعے ہمارے سامنے عجیب پیش آئے جن میں سے ایک قاضی سونی پت کا ہے کہ وہ حالتِ روزہ میں حقّہ پیتا تھا اور کہتا تھا کہ دھواں کھینچنا بموافقِ روایت ہدایہ درست ہے کیونکہ اس میں لکھا ہے کہ اگر خاک وغبار اور دھواں حلق میں چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ بہت سے لوگ اس (نادان جاہل) قاضی کا اتباع کرتے تھے۔ میں نے ہر چند اسے سمجھایا کہ بھائی دخول و ادخال (دھواں داخل ہونے اور داخل کرنے میں) بہت بڑا فرق ہے، مگر اس قاضی کی سمجھ میں نہیں آیا۔

ارشاد فرمایا کہ اصل چیز کیفیت ونسبت ہے اس کو حاصل کرنا اور اس میں مشغول رہنا چاہیئے باقی موافقِ استعداد جو کچھ مقدر ہے ظہور میں آئے گا۔

حدیثِ مطرب و مے گو و رازِ دہر کمتر جو کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت ایں معما را[1]

ارشاد فرمایا کہ میرے دادا قوتِ نسبت اور کشف کے جامع تھے۔ ایسے جامع اشخاص کم ہوا کرتے ہیں۔ جس کسی میں نسبت قوی ہوتی ہے اس کو کشف کم ہوتا ہے اور جس کو کشف زیادہ ہوتا ہے نسبت کمزور ہوتی ہے — پھر فرمایا کہ اصل چیز دل کا رنگین ہونا ہے کہ یہی چیز وقتِ مرگ اور بعد مرگ کام آئے گی — فقط کشف گوئی دنیا کمانے سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

ارشاد فرمایا ایک غزل بہت اچھی معلوم ہوئی اس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

ہر جا کہ کنم خانہ، ہم خانہ ترا یابم آنجا نروم ہرگز کانجا نہ ترا یابم[2]

ارشاد فرمایا۔ تعزیت کے واسطے جانے میں بہت ثواب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تعزیت کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔

---

[1] تم تو ذوق و شوق کی باتیں کرو اور رازِ دہر کو مت تلاش کرو کیونکہ کسی نے بھی ناخنِ عقل و حکمت سے اس معمے کی عقدہ کشائی نہیں کی۔

[2] میں جہاں بھی ساکن ہوتا ہوں وہاں تجھے ہم خانہ پاتا ہوں اور میں ایسی جگہ جاتا ہی نہیں جہاں تجھے نہ پاؤں۔

(سحری کے متعلق ایک سوال کے جواب میں منجملہ اور ارشادات کے یہ بھی) فرمایا کہ سحری کھانے کا ایک نقد فائدہ تو یہ ہے کہ (صبح صادق سے پہلے) بیدار ہو جائے گا اور کم از کم اتنی بات تو ہو گی کہ اس کی عادت کے خلاف ایک عمل ہو جائے گا (بظاہر) مصلحتِ شارع یہ معلوم ہوتی ہے کہ (رمضان میں) کھانے کے وقت تو کھانے نہ دیں اور جو نیند کا اور آرام کا وقت ہے اس میں کھانا کھلائیں (باوجود ضعف کے) اس مضمون کی تقریر اس طرح فرمائی کہ سوال کرنے والے نے اپنے دل میں طے کیا کہ مقتداؤں اور بزرگوں کی سمجھی ہوئی اور فرمائی ہوئی بات پر ہی عمل کرنا چاہیئے۔ ان کی سمجھی ہوئی بات کو چھوڑا نہ جائے بدل وجان قبول کیا جائے اگرچہ بالفعل اس کی حقیقت ذہن نشین نہ بھی ہو۔

ارشاد فرمایا مردم روم وکشمیر بالطبع خوش الحان ہوتے ہیں۔ میرے بچپن کے زمانے میں ایک خطیب رُوم سے (دہلی) آئے تھے ان کے خطبے کو سن کر لوگ بے ہوش ہو جاتے تھے۔ بعضے (ہمہ تن گوش ہوکر) بیٹھے رہتے تھے، بعضے دل پکڑ لیتے تھے اور جو لوگ بہت ہی سخت دل ہوتے تھے وہ یہ کہتے ہوئے سُنے گئے کہ اس خطیب کی آواز تیر کی طرح براہِ راست دل تک پہنچتی ہے۔ فرمایا کہ بعض اہلِ قلم نے لکھا ہے کہاں تک صحیح ہے اس کو خدا جانے کہ ایک دن داراشکوہ پسرِ شاہجہاں نے حفّاظِ لاہور کو جمع کیا، صرف ایک محلّے سے پانچ ہزار حافظ نکل کر آئے۔ فرمایا کہ دہلی میں حکیم اور شاعر بہت ہیں۔ پھر فرمایا کہ اس شہر کو شعر سے اور تاریخ سے طبعی مناسبت ہے اور اسی کو علم سمجھتے ہیں۔ تحفۂ اثنا عشریہ کے بارے میں فرمایا کہ ایک شخص نے اس کتاب کی تعریف میں لکھا تھا کہ یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اگر اس کی برابر سونا لے کر اس کو بیچا جائے تو بائع کو خسارہ رہے گا۔

ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص دادا صاحب (حضرت شاہ عبدالرحیمؒ کے مزار پر جاکر مراقب ہوتا ہے تو نسبت ابوالعلائی کے آثار محسوس کرتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ دادا صاحب نے خلیفہ ابوالقاسمؒ (ابوالعلائی اکبرآبادی) کی بہت کچھ صحبت اٹھائی ہے اور ان سے فوائد حاصل کئے ہیں۔

رمضان المبارک میں افطار کے بعد اور سحری میں پانی (زیادہ) پینے اور معمول کے

مطابق عرق بادیان وغیرہ کا استعمال نہ کرنے کی وجہ سے حضرت شاہ صاحب کے چہرۂ اقدس پر اور آنکھوں پر ورم بہت آگیا تھا اور یہ ورم کچھ دنوں رہا ـــ علماء و احباء جب حالات مزاج دریافت کرتے تھے تو فرماتے تھے کہ میری صورت دیکھ لو میرا حال نہ دریافت کرو۔ میرا ظاہر حال تو یہ ہے جو تم دیکھ رہے ہو اور میرا باطن اس سے بھی زیادہ خراب ہے۔ایک مُرید نے عرض کیا کہ اس زمانے میں مقامات فنا و بقا میں قوت کیوں نہیں ہے؟ فرمایا کہ۔ میں بارہا کہہ چکا ہوں کہ ہر زمانے کی ولایت اس زمانے کی سلطنت کے مثل ہوتی ہے۔ایک شخص بادشاہِ وقت (اکبر شاہ ثانی) کا بھیجا ہوُا آیا۔اس نے بادشاہ کی طرف سے بعد سلام التماس کیا کہ چونکہ وبا شدّت سے پھیلی ہوئی ہے اس میں کل کو (بغرضِ دُعا) چار گھڑی دن چڑھے جامع مسجد میں آوٗں گا۔حضرت والا بھی تشریف لے آئیں ـــ پھر اس قاصد نے سوال کیا کہ وبا کے زمانے میں دوسرے شہر کو چلا جانا جائز ہے؟

ارشاد فرمایا۔ منع آیا ہے۔اس لئے کہ مریض بے تیمار دار رہ جائیں گے اور شکستہ دل ہوں گے ـــ ارشاد فرمایا کہ قحط وغیرہ مصائب میں ذِمّی کی بیع اور احرارِ مسلم کی بیع کو مُلّا الہداد شارح ہدایہ نے جائز لکھا ہے اور (بعض) علمائے قصباتِ مشرق (علماء اودھ) نے اس کے مطابق فتویٰ بھی دیا ہے۔چنانچہ میں نے مولوی نظام الدین (فرنگی محلیؒ) کے دستخط کا فتویٰ خود دیکھا ہے۔مگر میں اور میرے اکابر اس قول پر فتویٰ نہیں دیتے اور اس بیع کو صحیح نہیں جانتے۔

ایک مُرید نے عرض کیا کہ جس دن کے لئے بادشاہ نے آدمی بھیجا تھا اس دن بادشاہ سے آپ کی ملاقات ہوئی تھی؟ میں تو حضرت شاہ غلام علی کے ساتھ تھا (پیچھے رہ گیا) اول تو میں بادشاہ کی سواری اور اس کے تزک و احتشام کا نظّارہ (جامع مسجد سے باہر) کرتا رہا اس کے بعد ہر چند چاہا کہ آپ سے اندر جا کر ملاقات کر لوں مگر (کثرت ہجوم کی وجہ سے) موقع نہ مل سکا۔اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں جامع مسجد کی سیڑھیوں تک پہنچا تھا کہ بادشاہ بھی پہنچ گئے۔سلام و مصافحہ ہوُا بادشاہ نے کہا کہ جناب عالی کو بہت تکلیف ہوئی۔میں نے کہا کہ آپ کے پاس خاطر اور خلق اللہ کے نفع کے لئے تکلیف اٹھانے میں کیا مضائقہ ہے۔

پھر میں نے ایک گوشے میں نماز دوگانہ ادا کی اس کے بعد بادشاہ نے مجھے اپنے پاس بلالیا۔ میں نے چاہا کہ تواضع اور معذرت کرکے بادشاہ سے کچھ دور بیٹھوں مگر اس نے اپنے قریب ہی بٹھایا۔ توبہ، کلمہ اور دُعا کی تلقین کی گئی۔ اس کے بعد شاہ غلام علی کی تعریف کرکے میں نے بادشاہ سے کہا کہ ان کو بھی بلائیے چنانچہ وہ بھی بلائے گئے۔ پھر ہم نے دُعا کی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

فرمایا کہ انگریزوں کے شروع زمانہ میں ایک سال بارش رُک گئی (خشک سالی ہوگئی) بادشاہ پیادہ پا عیدگاہ تک گیا اور مجھ کو بھی بلایا (اتفاق ایسا ہوا کہ) عیدگاہ کی طرف جانے کے وقت آسمان پر کچھ بادل تھا بھی اور واپس آنے کے بعد وہ بھی نہ رہا۔ ایک نواب صاحب نے سلام کرکے مجھ سے کہا طلب ابر و باراں کے واسطے تشریف لے گئے تھے یا بارش کے رکوانے کے لئے؟ میں نے جواب دیا کہ وہ بادل جو دکھائی دے رہا تھا ناقص و ناکارہ تھا۔ ایسے بے فائدہ بادل کو ہٹوانے اور کارآمد و نافع بادل کی طلب کے لئے گیا تھا۔ نواب صاحب کہنے لگے کہ جناب کی تقریر کے آگے کون کامیاب ہوسکتا ہے؟ غرضیکہ نواب صاحب نے ایک قسم کا استہزاء کیا تھا (جس کا جواب دے دیا گیا) دوسرے دن بھی (برائے استسقاء عیدگاہ جانا ہوا اور) بارش نہیں ہوئی۔ تیسرے دن گئے تو خوب ابر آیا اور خوب بارش ہوئی چنانچہ تربتر واپس آیا نواب صاحب نے شرم کے مارے اپنے مکان کا دروازہ بند کرلیا۔ میں نے آواز دی کہ جناب دروازہ تو کھولئے، انہوں نے دروازہ کھولا اور کہا کہ واقعی اچھا بادل آیا اور ناقص چلا گیا ان پر پشیمانی کے آثار تھے۔ انہوں نے معذرت بھی چاہی۔

(بشکریہ الفرقان لکھنو)